یوتھینیزیا کی اخلاقی حیثیت: تجزیاتی مطالعہ

*مریم سلیم

**سمیرا ربیعہ

Abstract

Euthanasia is getting popular day by day and it's proponents present different argument in favor of it's ethical justification. According to them it is the basic right of every human being to decide about its life and death. If life becomes unbearably painful it's better to die rather to live in such conditions. we have the right to end our life if its standard become low and we become a burden on our family, relatives and society. Moreover its against the kindness that we allow to live patients with incurable and painful diseases. But the teachings of Quran and Sunnah donot justify these arguments of proponents of Euthanasia. We donot have any right to end our lives whenever and in whatever way we want. Life is a gift given to us by Allah so only Allah has the right to decide it's end.

قطع حیات بجذبہ رحم کو عصر حاضر کے ان مباحث اور افعال میں شامل کیا جا سکتا ہے جن کی مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں اس کو خصوصاً Passive Euthanasia کو قانونی طور پر جائز سمجھا جانے لگا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس کے قانونی طور پر جائز ہونے کے لیے قانونی جنگ لڑی جارہی ہے۔ تحریکیں چل رہی ہیں۔ اس کے حق میں مختلف دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن کی رو سے اس کو نسل انسانی کا بنیادی حق، ان کی عزت و وقار کا محافظ اور ان کی آزادی و خود مختاری کا لازمی جزو قرار دیا جارہا ہے۔ انسانی زندگی پر اب صحت مندی، آزادی و خود مختاری، عظمت و قار کی بناء پر موت کو ترجیح دی جانے لگی ہے۔ زندگی کیسے گزارنی ہے اس بات کی آزادی کے ساتھ کب اور کس طرح اس زندگی کا خاتمہ کرنا چاہیے یہ حق بھی قانونی طور پر انسانوں کو دیا جانے لگا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں زندگی کے خاتمہ کے لیے خود ساختہ یا دوسروں کی مدد سے زندگی کے خاتمہ کو قانونی جواز فراہم کیا جا چکا ہے۔ اس کے لیے خاص اصطلاح یوتھینیزیا (Euthanasia) استعمال ہوتی ہے، جس کا اردو مفہوم "قطع حیات بجذبہ رحم" کے الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو۔ اس کے تکلیف کے خاتمہ کا امکان باقی نہ رہے۔ یا وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے صحت یاب ہونا خارج از امکان ہو تو ایسے شخص کی زندگی کے

---

*پی۔ایچ۔ڈی سکالر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانولہ

**وزٹنگ لیکچرار، ادارہ عربی و علوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

قصداً خاتمہ کو قطع حیات بجذبہ رحم یا ہوتھینیزیا کہا جاتا ہے۔[1] یوتھینیزیا کا لفظ یونانی زبان کے لف (Euthanotos) سے ماخوذ ہے۔Eu سے مراد ہے اچھی اور Thanatos سے مراد ہے موت پس اس کا مطلب ہے اچھی موت۔[2]

آکسفورڈ ڈکشنری (Oxford Dictionary) کے مطابق یوتھینیزیا سے مراد ہے:

The painless killing of a patient suffering from an incurable and painful disease or in an irreversible coma.[3]

" ایسے مریض کی بغیر تکلیف کے موت جو کہ کسی لاعلاج اور تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہو یا کومہ کی ایسی حالت میں ہو جہاں سے صحت یابی کی امید نہ ہو"

اسی طرح اگر کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا شخص کا علاج ترک کر دیا جائے تو یہ امر بھی یوتھینیزیا کے ضمن میں شمار ہو گا۔ لہذا اگر کسی بیماری میں مبتلا یا بے انتہا زخمی انسان کو جس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو کسی دوا یا انجکشن کے استعمال سے نسبتاً کم تکلیف دے موت دے دی جائے یا علاج ترک کر دیا جائے تو یہ عمل یوتھینیزیا کہلائے گا۔[4]

یوتھینیزیا کے جواز کے قائل افراد اسے اخلاقی لحاظ سے درست جانتے ہیں اور اس حوالے سے کئی دلائل پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے چند اہم دلائل کا تجزیہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

انسانی جان کا تقدس

یوتھینیزیا کے جواز کے جو دلائل دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک زندگی کا معیار (Quality of life) ہے۔ یوتھینیزیا کے قائلین کے نزدیک بہتر اور معیاری زندگی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اگر زندگی کا معیار بہت زیادہ پست ہو جائے۔ انسان کی حالت دگرگوں ہو جائے تو پھر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسی زندگی سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔[5]

اس جواز کے قائلین کے نزدیک وہ انسان جو اس حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے مصنوعی آلات کا سہارا لیا جا رہا ہوتا ہے یا پھر ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ چکے ہوتے ہیں (Persistent Vegetative State)۔ ان کا معیار زندگی اس حد تک گر چکا ہوتا ہے وہ اتنی اذیت میں ہوتے ہیں کہ ان کے لیے زندگی سے زیادہ موت قابل ترجیح ہوتی ہے۔[6] امریکی فلسفی اور دانشور لوئس پال پوجمین (Louis Paul Pojman) جو کہ سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں اپنی

کتاب "Life and Death" میں یو تھینیزیا کے حق میں دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Watching a person suffering excruciating pain, or who is in a persistent vegetative state offend the sensibilities of his relations, friends, associates and anyone who knew that individual while active, therefore allowing the individual to remain in such a sub-human condition is incompatible with human dignity.[7]

"ایک انسان جو کہ انتہائی تکلیف دہ حالت میں مبتلا ہو یا مکمل طور پر طبی آلات پر اس کی زندگی کا انحصار ہو، اس کو ایسے ہی رہنے دینا دراصل اس کے رشتے داروں، دوستوں یا جو کوئی بھی اس سے واقف ہو ان کی سمجھ داری پر شک کرنا ہے۔ اس لیے ایک فرد کو ایسی حالت میں پڑے رہنے دینا انسانی عظمت سے مطابقت نہیں رکھتا"

لہٰذا قطع حیات کے قائلین کے مطابق یو تھینیزیا دراصل ان کو اس پست اور کمتر معیار سے نجات دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس کو اختیار کرنے کی اجازت سب کو ہونی چاہیے۔ لیکن جب ہم اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی روشنی میں یو تھینیزیا کے جواز کے قائل افراد کے اس موقف کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ انسان جب اپنی زندگی کا خود اپنے ہاتھوں خاتمہ کر لیتا ہے تو دراصل تب وہ اس تقدس اور مرتبہ سے محروم ہو جاتا ہے جس سے رب کائنات نے اس کو پیدائشی طور پر نوازا ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتے ہیں کہ انھوں نے انسانوں کو دوسری مخلوقات پر فضیلت اور تقدس عطا کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا[8]

"اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی، اور خشکی اور تری دونوں میں ان کو سواری عطا کی اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا، اور ہم نے انھیں نمایاں فضیلت دی بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا"

جب انسان اپنی زندگی کو خود ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے تو دراصل وہ اس شرف اور تقدس سے محروم ہو جاتا ہے جس سے اس کو نوازا گیا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كان برجل جراح فقتل نفسه، فقال الله: بدرني عبدي بنفسه، حرمت عليه الجنة۔[9]

"ایک شخص کو کوئی زخم لگ گیا تو اس نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان کے بارے میں مجھ سے سبقت لی ہے، لہذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے"

ہمدردی اور رحم دلی کا تقاضا

یوتھینیزیا کے جواز کے قائل افراد یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی انسان ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ تکلیف کا شکار ہو چکا ہوتا ہے اور اس کی وہ تکلیف دائمی قرار دی جا چکی ہوتی ہے تو پھر انسانی ہمدردی اور رحم دلی کا تقاضا یہ ہے کہ اس انسان کو اس تکلیف سے نجات دلا دی جائے۔ یہ ظلم اور پتھر دلی ہے کہ ہم اس تکلیف کے وقت اس انسان کو درد اور تکلیف میں بلکتا چھوڑ دیں۔ رحم دلی اور باہمی احساس کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس مریض کا احساس کریں اور اس کو اس درد اور اذیت سے نجات دلائیں۔[10]

سر اسٹیفورڈ ہاکنگ جو کہ ایک مشہور ماہر طبیعات ہیں اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں۔ ان کے مطابق:

I think those who have a terminal illness and are in great pain should have the right to choose to end their lives and thosethat help them should be free be free from prosecution. We don't let animals suffer, so why humans.[11]

"میرے نزدیک ان لوگوں کو جو مہلک امراض میں مبتلا ہوں یا جو بے پناہ تکلیف کا شکار ہوں ان کو اپنی زندگی کے خاتمہ کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ جو ان کی مدد کریں ان کو قانون سے تحفظ دیا جانا چاہیے۔ جب ہم جانوروں کو تکلیف میں رہنے نہیں دیتے تو پھر انسانوں کے ساتھ ایسا کیوں؟"

اسلام یہ کہتا ہے کہ باہمی محبت و شفقت کا اخلاقی تقاضا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں۔ دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوں نہ کہ کسی دوسرے انسان کی جان لینا یا ایسا کرنے میں اس کی مدد کی جائے۔ اسلام میں مسلمان کے جو باہمی حقوق بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک بیمار مسلمان بھائی کی عیادت کرنا بھی ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

قال رسول الله ﷺ خمس تجب للمسلم علی اخیه رد السلام وتشمیت العاطس واجابة الدعوة وعیادة المریض واتباع الجنائز[12]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے لیے اس کے بھائی پر پانچ چیزیں واجب ہیں: سلام کا جواب دینا، چھینک مارنے والے کے لیے رحمت کی دعا کرنا، دعوت قبول کرنا، مریض کی

عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔"

مریض کی عیادت کرنا، اس کا حال احوال پوچھنا اس کو تسلی دینا یہ سب باہمی ہمدردی اور محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ کسی کی تکلیف اور اذیت کو ختم کرنے کے اس کی جان لے لینا حقیقی ہمدردی نہیں ہے۔ خصوصا اس وقت جب کہ مذہبی تعلیمات اس کو غلط قرار دیتی ہوں۔ سورہ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا [13]

"اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے" سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا [14]

"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو بھی کوئی شخص کسی شخص کو بلا عوض جان کے یا بغیر کسی فساد کے قتل کر دے جو زمین میں ہو تو گویا قتل کرنے والے نے سب لوگوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے `سب لوگوں کو زندہ کر دیا"

قرآن اور سنت کی یہ تعلیمات اس حقیقت کو عیاں کرتی ہیں کہ جب آپ اپنی زندگی کو ختم کر لیتے ہیں یا پھر کسی دوسرے کی جان لیتے ہیں چاہے اس کی وجہ کچھ بھی ہو تو آپ اخلاقی لحاظ سے ہمدردی اور رحم دلی کا مظاہرہ ہرگز نہیں کر رہے ہوتے۔ بلکہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی نبھاتے ہیں۔

بنیادی حق

قطع حیات بجذبہ رحم کے جواز میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارے لیکن اگر کوئی شخص زندگی کی بقا کے اپنے بنیادی حق سے دستبردار ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اس کی زندگی کو ختم کر سکیں۔ یوتھینیزیا کے قائل افراد کے نزدیک یہ حق انھیں اقوام متحدہ کے بنیادی انسانی حقوق کے منشور سے ملا ہے۔ [15]

ڈیرک ہمفری (Derek Humphrey) جو کہ ایک برطانوی مصنف اور جرنلسٹ ہیں اور جنھوں نے اپنی بیوی کی وفات کے بعد 1957 سے یوتھینیزیا کے جواز کے حق میں تحریک کا آغاز کیا، اپنی کتاب "Right to Die" میں لکھتے ہیں:

There is a common presumption that there is a ' right to die', in the sense of an autonomous right to choose the time and manner of one's death and that an appeal to this right will be sufficient ground for legalizing euthanasia.[16]

" یہ ایک عام مفروضہ کہ انسان کو مرنے کا حق حاصل ہے اس طرح کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے مرنے کے طریقے اور وقت کو منتخب کرنے کا حق رکھتا ہے اور اس حق کا تقاضا ہی یوتھینیزیا کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے کافی ہو گا"

ان کے نزدیک انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے اس کی مرضی سے جینے اور مرنے دیا جائے۔ وہ جو طریقہ اور وقت چاہے اپنے مرنے کے لیے منتخب کر سکتا ہے۔ کوئی اسے روکنے کا حق نہیں رکھتا خصوصا اس صورت میں جب کہ اس کے زندگی ختم کرنے سے کسی دوسرے کے مفادات کو ضرب نہ لگتی ہو۔

قرآن وسنت کے مطابق انسان کی جان پر بنیادی حق اس کے خالق ہے۔ کس کو کب تک اس دنیا میں رہنا ہے یہ طے کرنا انسان کا نہیں اس کے خالق کا کام ہے۔ چونکہ زندگی عطا کرنے والی ذات وہ ہے لہذا زندگی کب تک ہو گی یہ فیصلہ بھی وہی کرے گا۔

قرآن مجید میں بھی یہی فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ[17]

"اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے"

جبکہ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ زندگی اور موت پر اپنی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ[18]

"اور اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ فرمائے گا، بلاشبہ انسان بڑا ناشکرا ہے"

جب انسان کی زندگی کا مالک کوئی اور ہے تو پھر انسان اپنی موت کا تعین کیسے کر سکتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں واضح طور پر فرما دیا ہے کہ موت کا وقت متعین ہے اور اس کے طے کردہ ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ

مان سکتے ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے اپنے طے شدہ وقت پر اور اپنے طے شدہ طریقے سے زندگی کو ختم کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ[19]

"جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔"

لہٰذا اخلاقی لحاظ سے یہ کسی طور پر بھی درست نہیں کہ انسان کی زندگی کا خاتمہ اس کا بنیادی حق تصور کیا جائے۔ نہ ہی کسی دوسرے کو یہ اجازت دی جاتی ہے کہ اس حق کے تفویض کرنے کی صورت میں وہ اس کو استعمال میں لا سکے۔

وسائل کا بہترین مصرف

جو لوگ یوتھینیزیا کو درست سمجھتے ہیں اور اس کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ بھی ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص ایسی ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہوتا ہے جس سے تندرست ہونے کی امید نہیں ہوتی یا پھر اس کی حالت اتنی خراب ہو چکی ہوتی ہے کہ اس کو مصنوعی تنفس یا دیگر آلات کے ذریعے زندہ رکھا جا رہا ہو تو پھر اس کے اوپر علاج کی صورت میں جو اخراجات آ رہے ہوتے ہیں وہ ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اہل خانہ پر وہ اخراجات بوجھ بن جاتے ہیں اور وہ ان کو ادا کرنے کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے یا تو قرض اٹھانے پر مجبور ہر جاتے ہیں یا پھر اپنی قیمتی چیزیں گروی رکھنے پر۔ اگر حکومت ان اخراجات کو برداشت کر رہی ہو تب بھی عوام کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا جانے والا روپیہ ضائع کیا جا رہا ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان لاعلاج مریضوں پر استعمال ہونے وسائل کو کہیں اور استعمال کیا جائے۔ جس کا کوئی فائدہ بھی ہو۔[20] لہٰذا ایسے افراد کے نزدیک یہ اخلاقی لحاظ سے درست نہیں ہے کہ ہم وسائل کو اس طرح استعمال کریں جس سے کوئی نفع نہ پہنچ رہا ہو۔ اس کی بجائے اگر انہی وسائل کو عوام کی فلاح و بہبود اور غربت کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جائے تو اخلاقی لحاظ سے یہ قدر و قیمت کا حامل ہو گا۔[21]

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی قسمت میں جتنا رزق لکھا ہے وہ اس کو مل کر رہتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی کے ایام کی طرح اس کے نصیب کا فضل بھی مقرر ہے جو اس کو مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ[22]

"اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ وہ تم کو ایک مدت معین تک زندگی کی راحتوں سے لطف اندوز کرے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم روگرداں رہے تو میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں"

قرآن مجید میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ انسان کی تنگدستی کے خوف سے اولاد کو قتل نہیں کرنا چاہیے[23] یہ حکم صرف اولاد کی حد تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ قرآن کی دیگر آیات جو انسانی جان کی حرمت کی نشاندہی کرتی ہیں اور اس آیت کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تنگدستی کے خوف سے کسی کو بھی قتل کرنا یا مرنے دینا اخلاقی لحاظ سے جائز نہیں ہوگا۔ تنگدستی کے خوف سے قتل کرنا رسول خدا ﷺ کے نزدیک بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہے ۔[24]

نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کی قسمت میں جتنا رزق لکھا ہوتا ہے وہ اسے مل کر رہتا ہے۔ اس لیے تنگدستی کے خوف سے قتل کرنا درست نہیں ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے: "جب نطفے پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس کی صورت بناتا ہے، اس کے کان، آنکھیں، کھال، گوشت، اور اس کی ہڈیاں بناتا ہے، پھر کہتا ہے: اے میرے رب! یہ مرد ہوگا کہ عورت؟ پھر تمھارا رب جو چاہتا ہوتا ہے وہ فیصلہ بتاتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! اس کی مدت حیات (کتنی ہوگی؟) پھر تمھارا رب اس کی جو مشیت ہوتی ہے، بتاتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر وہ فرشتہ (کہتا ہے: اے میرے رب! اس کا رزق (کتنا ہوگا؟) تو تمھارا رب جو چاہتا ہوتا ہے وہ فیصلہ بتاتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ اپنے ہاتھ میں صحیفہ لے کر نکل جاتا ہے چنانچہ وہ شخص کسی معاملے میں نہ اس سے بڑھتا ہے، نہ کم ہوتا ہے" [25]

قرآن وحدیث کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی انسان کسی ضعیف، کمزور یا بیمار انسان کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان کے رزق میں اضافہ فرماتے ہیں:

عن ابی درداء قال: سمعت النبی ﷺ یقول: ابغونی ضعفاءکم، فانما ترزقون وتنصرون بضعافکم[26]

"حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: مجھے تم ضعیفوں اور کمزوروں میں تلاش کرو، اس لیے کہ تم اپنے ضعیفوں اور کمزوروں کی (دعاؤں کی برکت کی) وجہ سے

رزق دیئے جاتے ہو اور تمھاری مدد کی جاتی ہے"

اپنے اہل خانہ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا ان کی ضروریات کو پورا کرنا مصیبت اور بیماری میں ان کے کام آنا ان کے رزق کے ساتھ ساتھ ان کی عمر میں اضافے کا باعث بھی بنتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے لیے یہ بات باعث مسرت ہو کہ اس کے رزق میں اور عمر میں درازی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (یعنی قرابت داروں کا خیال رکھے"[27]

ان آیات و احادیث کے تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیماری کے اوپر خرچ کرنا وسائل کا ضیاع نہیں ہوتا۔ انسانی جان کی اہمیت کے تحت اس کو بچانے کی خاطر وسائل کو صرف کرنا دیگر مقاصد پر وسائل صرف کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ انسان جب بیماری یا مصیبت کی حالت میں اپنے اہل خانہ یا رشتہ داروں پر خرچ کرے گا تو یہ چیز اس کے لیے بذات خود فائدہ کا باعث ہو گی۔ اس کو نہ صرف آخرت میں اجر و ثواب عطا کیا جائے بلکہ اس دنیا میں بھی اس کے رزق میں اضافہ اور عمر میں درازی عطا ہو گی۔

تکلیف سے نجات

قطع حیات بجذبہ رحم کے قائلین کے نزدیک اس کے اخلاقی جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے ہم انسانوں کو تکلیف سے نجات دلا سکتی ہیں۔ انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی تکلیف کے خاتمہ کے لیے قدم اٹھا سکے۔ سر اسٹیفورڈ ہاکنگ جو کہ ایک مشہور ماہر طبیعات ہیں اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں۔ ان کے مطابق:

I think those who have a terminal illness and are in great pain should have the right to choose to end their lives and thosethat help them should be free be free from prosecution. We don't let animals suffer, so why humans.[28]

"میرے نزدیک ان لوگوں کو جو مہلک امراض میں مبتلا ہوں یا جو بے پناہ تکلیف کا شکار ہوں ان کو اپنی زندگی کے خاتمہ کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ جو ان کی مدد کریں ان کو قانون سے تحفظ دیا جانا چاہیے۔ جب ہم جانوروں کو تکلیف میں رہنے نہیں دیتے تو پھر انسانوں کے ساتھ ایسا کیوں؟"

یوتھینیزیا کے جواز کے حامل افراد کا یہ بھی ماننا ہے کہ یوتھینیزیا کے تحت زندگی کا خاتمہ بعض اوقات

ناگزیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح بیمہ آپ کو مشکل وقت میں تکلیف سے بچاتا ہے اور مددگار ثابت ہوتا ہے بالکل اسی طرح یوتھینیزیا کے ذریعے بھی انسان کو تکالیف سے نجات ملتی ہے۔ یہ بھی مشکل وقت میں ایک سہارے کا کام دیتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کی رو سے انسانوں کو بیماری کی شکل میں یا کسی اور طرح جو تکالیف پہنچتی ہیں وہ بے مقصد نہیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کو ختم کرنے کے لیے اپنی جان لے لینے کا جواز کسی بھی صورت میں پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ انسان کو جو بھی بیماری یا تکلیف پہنچتی ہے وہ دراصل اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ[29]

"اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اور خوشخبری سنائیں ان صبر کرنے والوں کو"

انسان کو بیماری یا دیگر مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مایوسی اور تکلیف کا شکار ہو کر اپنی جان لینے اور خدا کے عذاب میں مبتلا ہونے کی بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ یہ تکالیف اس کے نجات اور ثواب کا باعث بنیں گی۔ اس کے گناہوں کا کفارہ ان کی وجہ سے ادا ہو جائے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

قال رسول الله ﷺ: مامن مصيبة تصيب المسلم الا كفر الله بها عنه، حتى الشوكة يشاكها[30]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے۔ (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصے میں چبھ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی روایت میں نبی کریم ﷺ بخار جو کہ بیماری کی ایک شکل ہے انسانی گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا: کہ ہاں

یہی بات ہے، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے"[31]

حضرت محمد ﷺ نے ایک موقع پر بخار کو جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بھی قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے:

"نبی کریم ﷺ نے بخار کے ایک مریض کی عیادت کی، آپ کے ساتھ ابوہریرہؓ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میری آگ ہے، میں اسے اپنے مومن بندے پر اس دنیا میں اس لیے مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ آخرت کی آگ کا بدل بن جائے"[32]

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ بیماری کو برا نہ جانیں۔ کیونکہ یہ بظاہر تکلیف دہ ہونے کے باوجود مومن کے لیے اپنے اندر بھلائی اور خیر سمیٹے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو بیماری یا تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد اور حکمت خداوندی ہوتی ہے۔ اس سے اس انسان کی آزمائش بھی مراد ہو سکتی ہے اور اس کے اندر صبر و تحمل کی پیدائش بھی۔ اس تکلیف کو برداشت کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے درجات کو بلند کرتا ہے بلکہ اس کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیا جاتا ہے۔

فطری آزادی اور خود مختاری

یوتھینیزیا کے جواز کے لیے اس کے قائلین ایک اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ انسان بنیادی لحاظ سے فطری آزادی اور خود مختاری کا (PersonalAutonomy) حامل ہے۔ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ وہ اپنی زندگی کس طرح گزارے گا۔[33] اسی طرح سے وہ یہ حق بھی رکھتا ہے کہ جب اور جس طرح چاہے وہ اس زندگی کا خاتمہ کر سکے۔ اسی بنیادی حق کو کوہن الماگور (Cohan Almagor) جو کہ ایک یہودی ماہر اخلاقیات، قانون دان اور فلسفی ہیں اپنی کتاب "The Right to Die with Dignity" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

The principle of respect for autonomy tells us to allow rational as tolive on freely according to their own autonomous decision free from coercion and interference, but if rational autonomously choose to die then respect forautonomy will lead us to assist todo as they choose.[34]

"خود مختاری کو اہمیت دینے کا اصول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم عاقل لوگوں کو رضامندی اور آزادی کے ساتھ جینے کا حق عطا کریں جو کہ جبر اور مداخلت سے مبرا ہو۔ لیکن اگر کوئی عاقل برضا و رغبت موت کا انتخاب کرے تو اس کی خود مختاری کو اہمیت دینے کا اصول ہمیں اس بات کی طرف لے جاتا ہے کہ ہم اس میں ان کی مدد کریں جو وہ کرنا چاہتے ہیں"

جبکہ اسلامی تعلیمات اس بات کے منافی ہیں۔ ان کی رو سے انسانی کی زندگی اور موت پر اختیار صرف اور صرف خالق کائنات کو حاصل ہے۔ وہ ہستی جس نے انسان کو زندگی عطا کی صرف اور صرف وہی زندگی کے خاتمے کا حق رکھتا ہے۔ انسان اس کا غلام اس کا بندہ ہے۔ اس کو اپنے بدن پر اتنا تصرف حاصل نہیں کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کا مالک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [35]

"اسی کے لیے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی، وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

وہلوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے اعراض کرتے ہیں اور اپنی زندگی کا خود خاتمہ کر لیتے ہیں پھر چاہے اس کو وجہ کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ [36]

"اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری بندگی سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے"

لہذا انسان کی آزادی اور خود مختاری کی حدود اس حد تک نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے انسان کو یہ اختیار عطا کر دیا جائے کہ وہ اپنی موت کا فیصلہ کر سکے۔ اس کے وقت کو متعین کر سکے یا پھر اس کے لیے طریقہ کار تجویز کر سکے۔ ایسا کرنے کی صورت میں اس کو عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من قتل نفس بشی فی الدنیا عذاب بہ یوم القیامۃ۔ [37]

"جس شخص نے اپنے آپ کو جس چیز کے ساتھ قتل کیا تو اسے قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا

جائے گا"

جبکہ حضرت جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کان برجل جراح فقتل نفسه،فقال الله: بدرني عبدي بنفسه، حرمت عليه الجنة۔[38]

"ایک شخص کو کوئی زخم لگ گیا تو اس نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان کے بارے میں مجھ سے سبقت لی ہے، لہذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے"

نتائج بحث

- انسانی جان کا تقدس بیماری یا تکلیف میں اپنی یا دوسروں کی جان لے کر بحال نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے برقرار رہ سکتا ہے۔
- رحم دلی اور ہمدردی کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ بیمار لوگوں کی زندگی کی خاتمہ کر دیا جائے بلکہ ان کی عیادت اور دلجوئی کے ساتھ ان کے علاج کی کوشش کرنا ہی ان سے حقیقی محبت و ہمدردی ہے۔
- اللہ نے ہر شخص کا رزق مقرر کر رکھا ہے ناداری کے خوف سے بیمار افراد کی جان لینا درست نہیں ہے۔
- دنیاوی تکالیف کے خاتمہ کے لیے جان لے لینا انسان کو دائمی عذاب میں مبتلا کرنے کا باعث بنتا ہے۔
- انسان کی فطری آزادی اسے اپنی یا دوسروں کی جان لینے کا حق ہر گز فراہم نہیں کرتی ہے۔ ایسا کرنے کی صورت میں انسان اپنی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے جو خالق کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ انسان کی زندگی پر سب سے زیادہ حق اس کے خالق کا ہی ہے

حوالہ جات

[1] : Medical Definition of Euthanasia, https://www.Medicinenet.com/script/main/ art.asparticlekey:7365, Accessed on:12/6/2018, at:10:00AM

[2] : Definition of Euthanasia, https://www.Merriam-Webster.com/ Dictionary/Euthanasia,Accessed on: 12/6/2018, at: 04:45PM

[3]: Euthanasia,https://en.oxforddictionaries.com/definition/euthanasia, Accessed on: 12/6/2018 at: 2:30PM

[4] : Definition of Euthanasia,https://www.merriam-webster.com /dictionary/euthanasia, Accessed on:12/6 /2018, at:4:45PM

[5] :R. Baird, S. Rosenbaum, *Euthanasia: the Moral Issues*, New York: Prometheus Books, 2003, p:138

[6] : Marker RL, Euthanasia, Assisted Suicide &Healthcare Decision: Protecting Yourself and Your Family and Patient Right,Council.www://patientsrightscouncil.org/euthanasia-assisted , Accessed on12/05/2018, at:1:15PM

[7] : Louis Pojman, *Life and Death: Grappling with Moral Dilemma of Our Time*, Boston: Jones and Barlett, 1992, p:57

[8]: الاسراء۱۷: ۷۰

[9]: بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح، بیروت: دارالاحیاء الارشاد العربی، 2006ء، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی قتل النفس، حدیث: ۱۳۶۴

[10]:Donnison D, *Matters of Life and Death: Attitudes to Euthanasia*, Aldershot: Dartmouth Publishing, 1996,p:49

[11] : Biography of Stephen Hawking, http://www.biography.com/biog-stephen-hawking-9331710, Accessed on 11/05/2018, at: 8:30AM

[12]: مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، امام الجامع الصحیح، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ت۔ن۔، کتاب السلام، حدیث: ۵۶۵۰

[13]: النساء۴: ۹۳

[14]: المائدہ۵: ۳۲

[15]: http://www.treaties.un.org/pages/viewdetails.aspx, *International Covenant on Civil and Political Rights- UNT*, Accessed on:15/5/2018, at:10:45AM

[16] : Derek Humphry , *Right to Die*, USA: Berkely Heights, 1996, p:129

[17]:الاعراف۷: ۱۵۸

[18]: الحج۲۲: ۶۶

[19]:النحل۱۶: ۶۱

[20]:J Donald Boudreau, *Euthanasia and Assisted Suicide: a Physician's and Ethicist's Perspective*, Dovepress Journal: Medical and Bioethics, Accessed on: 17/05/2015, at:6:50PM p:28
[21]: Raphael Cohen Almagor, *The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics, Medicine and Law*, USA: Rutgers University Press,2009, p:74

[22]: ھود ۱۱: ۳

[23]: الانعام ٦: ۱۵۱

[24]: امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، حدیث: ۴۷٦۱

[25]: امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب التقدیر، باب اعمال بالنیہ، حدیث: ٦۷۲۸

[26]: ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، امام، الجامع، بیروت: دار إحياء التراث العربي–1386ھ۔، کتاب الجہاد، حدیث: ۱۷۰۲

[27]: داؤد، سلیمان بن اشعت، امام، السنن، کتاب الزکوۃ، سعودی عرب: دار لسلام للنشر والتوزیع، ت-ن، حدیث: ۱٦۹۳

[28] : Biography of Stephen Hawking, http://www.biography.com/biog-stephen-hawking-9331710, Accessed on 11/05/2018, at: 8:30AM

[29]: البقرہ ۲: ۱۵۵

[30]: ایضا ، کتاب المریض، باب عیادۃ المریض، حدیث: ۵٦۴۰

[31]: ایضا، کتاب المریض، باب شدت المرض، حدیث: ۵٦۴۸

[32]: ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، امام، السنن، کتاب الادویات، سعودی عرب: دار السلام للنشر والتوزیع، 2002ء، باب: بخار کا بیان، حدیث: ۳۴۷۰

[33] : Bauer Maglin, *Final acts. Death, Dying and the Choice We Make*, USA: Rutgers University Press, 2011, p:58
[34] : Raphael Cohen Almagor, *The Right to Die with Dignity: An Argument in Ethics, Medicine and Law*, USA: Rutgers University Press,2009, p:74

[35]: الحدید ۵۷: ۲

[36]: مومن ۴۰: ٦۰

[37]: امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب: ماینھی من السباب والعن، حدیث: ٦۰۴۷

[38]: ایضا، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی قتل النفس، حدیث: ۱۳٦۴